سوال

(92) رسول اللہ ﷺ سے بیس رکعت تراویح پڑھنا کسی حدیث سے ثابت ہے یا نہیں؟

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

رسول اللہ ﷺ سے بیس رکعت تراویح پڑھنا کسی حدیث سے ثابت ہے یا نہیں؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاته!

الحمد لله، والصلاة والسلام علیٰ رسول الله، أما بعد!

کسی صحیح حدیث سے رسول اللہ ﷺ کا بیس رکعت تراویح پڑھنا ثابت نہیں، اس سلسلہ میں ایک ضعیف احادیث اور منقطع اثر پیش کر کے عوام کو دھوکہ دیا جاتا ہے، حالانکہ ایسی احادیث اور آثار کو فقہائے عظام نے ضعیف اور منقطع قرار دے کر ناقابل اعتبار بنا دیا ہے، مسئلہ کے ثبوت کے لیے صحیح حدیث کا ہونا ضروری ہے، وہ احادیث اور آثار نقل کر کے ان کا ضعف اور انقطاع درج کیا جاتا ہے، ((وھو ھذا))

۱ ۔ ((قال قال رسول اللہ ﷺ من صلی التراویح عشرین رکعة یغفر اللہ له عشرین الف ذنوبه واعطی له اجر عشرین شهیداً او اعتق عشرین)) بلا حوالہ ہے۔

۲۔ ((عن ابن عمر رضی اللہ عنه قال قال علیه السلام من صلی عشرین رکعة من التراویح قبل الوتر عطی اللہ له نور عشرین مرتبة فی الجنة فکل مدینة شهر وکل شهر من ثلثین ایام ویوم مقدار سنة۔ فقد المتین)) (بحوالہ فتاویٰ ثنائیہ ج ۱ ص ۲۴۳)

یہ حدیثیں صحیح نہیں ہیں۔ آج تک کسی مستند کتاب میں نہیں دیکھیں، بلکہ وہ حنفی مسلک کے ذمہ دار علماء نے بھی کہیں نقل نہیں کی ہیں۔

۳۔ ((عن یزید بن خصیفة عن السائب بن یزید قال کانوا یقومون علی عهد عمر بن الخطاب فی شهر رمضان بعشرین رکعة الحدیث فتاویٰ ثنائیہ۔ رواہ البیهقی باسناد صحیح بذل المجهود شرح ابی داؤد للعلامه خلیل احمد حنفی ج ۲ ص ۳۰۴ لکن فی اسنادہ ابو عبداللہ بن فنجویة الدینوری ولم اقف علی ترجمته فمن بدعی صحة هذا الاثر فعلیه ان یثبت کونه ثقة قابل للاحتجاج)) (تحفة الاحوذی ج ۲ ص ۷۵)

۴۔ ((وفی روایة اخریٰ للبیهقی عن السائب بن یزید قال کنا نقوم فی زمان عمر بن الخطاب عشرین رکعة والوتر الخ))

اس اثر کی سند میں ابو عثمان بصری۔ عمرو بن عبداللہ۔ علامہ نیموی رحمہ اللہ حنفی نے اپنی قابل قدر کتاب آثار سنن میں کہا ہے، ((لم اقف من ترجم له)) "کہ میں ابو عثمان کے حالات سے ناواقف ہوں۔" نیز اسی سند میں ابو طاہر فقیہ ہے، اس کے ثقہ ہونے میں شبہ ہے، علاوہ ازیں روایت صحیح مرفوع حدیثوں کے اور جو حضرت سائب بن یزید کی مندرجہ

ذیل صحیح ترین روایتوں میں مخالف ہیں۔

((رواہ سعید بن منصورفی سننہٖ قال حدثنا عبدالعزیز بن محمد حدثنی محمد بن یوسف سمعت السائب بن یزید یقول کنا نقوم لی زمان عمر بن الخطاب باحدیٰ عشرۃ رکعۃ))

علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے اس اثر کے نقل کے بعد لکھا ہے۔

((اسنادہ فی غایۃ الصحۃ وھوایضاً معارض بما رواہ محمد بن نصرفی قیام اللیل من طریق محمد بن اسحاق حدثنی محمد بن یوسف عن جدہ السائب ابن یزید انہ قال نصلی زمن عمر رضی اللہ عنہ فی رمضان ثلاث عشرۃ رکعۃ وھوایضاً معارض بما رواہ مالک فی المؤطا عن محمد بن یوسف عن السائب بن یزید انہ قال امر عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ابی بن کعب وتیم الداری ان یقوما للناس باحدی عشرۃ رکعۃ))

ان تینوں روایتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ سائب بن یزید فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں گیارہ رکعت مع وتر پڑھا کرتے تھے۔

((فاثر السائب بن یزید رواہ البیھقی۔(فی اثبات عشرین رکعۃ) لایصلح للاحتجاج)) (تحفۃ الاحوذی جلد نمبر۳ صفحہ نمبر۷۵)

حنفیہ ۲۰ رکعت تراویح کے ثبوت میں یہ اثر بھی پیش کرتے ہیں۔

((عن یزید بن رومان انہ قال کان الناس یقومون فی زمان عمر بن الخطاب فی رمضان بثلث وعشرین رکعۃ رواہ مالک))

ماہنامہ تعلیم القرآن راولپنڈی کے شمارہ ماہ ستمبر میں ۱۹۶۲ء میں کسی مسئلہ تراویح کے مسائل کے جواب میں اس منقطع اثر کے سامنے رکھ صحیح احادیث وآثار سے دانستاً اعراض کر کے محض اپنے مسلک کی حمایت کی خاطر ۲۰ تراویح کا فتویٰ دیا گیا ہے، جو محض دھوکا ہے، کاش کہ مفتی صاحب علامہ جمال الدین زیلعی حنفی رحمہ اللہ کا نصب الرایۃ جلد نمبر ۱ صفحہ ۲۹۴ اور علامہ عنی حنفی کی عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری جلد نمبر ۲ صفحہ ۸۰۴ ودیگر فقہائے عظام وعلمائے احناف کو سامنے رکھ کر فتویٰ ارشاد فرماتے ہیں۔ اس کے منقطع ہونے کا حال سنئے۔ علامہ زیلعی حنفی نصب الرائیۃ میں فرماتے ہیں۔ ((یزید بن رومان لم یدرک عمر رضی اللہ عنہ)) اسی طرح علامہ عینی حنفی عمدۃ القاری جلد نمبر ۱ صفحہ ۲۹۴ میں فرماتے ہیں۔ ((ویزید لم یدکر عمر رضی اللہ عنہ ففیہ انقطاع)) یعنی یزید بن رومان نے حضرت عمر کا زمانہ نہیں پایا۔ یہ روایت سنداً صحیح نہیں۔ بلکہ منقطع السند ہے۔ اس لیے کہ یزید بن رومان جو اس حدیث کے راوی ہیں۔ انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا زمانہ نہیں پایا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بعد پیدا ہوئے ہیں۔ علامہ عینی حنفی عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری کے جلد نمبر ۵ صفحہ نمبر ۳۵۶ میں فرماتے ہیں۔ ((رواہ مالک فی المؤطا باسناد منقطع)) بس رکعت تراویح کے ثبوت میں بڑے شد ومد سے ایک مرفوع حدیث پیش کرتے ہیں۔ جو یہ ہے۔

((روی ابن ابی شیبۃ فی مصنفۃ والطبرانی والبیھقی من حدیث ابراہیم بن عثمان بن ابی شیبۃ عن الحکم عن ابن عباس ان النبی ﷺ کان یصلی فی رمضان عشرین رکعۃ سوی الوتر))

یہ حدیث محققین احناف کے نزدیک قابل حجت نہیں۔ بلکہ ضعیف ہے، چنانچہ علامہ بن الھمام حنفی رحمہ اللہ فتح القدیر شرح ہدایہ میں لکھتے ہیں۔

((اماماروا ابن شیبۃ فی مصنفۃ...النبی ﷺ یصلی فی رمضان عشرین رکعۃ سوی الوتر فضعیف بابی شیبۃ ابراہیم بن عثمان جد الامام ابی بکر بن ابی شیبۃ متفق علی ضعفہٖ مع مخالفۃ للصحیح))

''یعنی یہ حدیث ابی شیبۃ ابراہیم بن عثمان جو امام ابی بکر کے دادا ہے، باتفاق ائمہ ضعیف ہے، علاوہ ازیں یہ حدیث صحیح کے مخالف ہے۔''

اسی طرح عینی حنفی نے عمدۃ القاری جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۳۵۸ اور علامہ زیلعی حنفی نے نصب الرائیہ جلد نمبر ۱ صفحہ ۲۹۳ پر اس حدیث کو بوجہ ابی شیبہ ابراہیم بن عثمان ضعیف اور معلول قرار دیا ہے۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ۔ یحییٰ بن معین۔ امام بخاری۔ اور امام نسائی نے بھی اس کو ضعیف کہا ہے۔ حافظ بن حجر فتح الباری شرح صحیح بخاری جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۳۱۷ پر فرماتے ہیں۔ کہ ۲۰ رکعت والی حدیث ضعیف ہونے کے علاوہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کے مخالف ہے، جو صحیحین میں ان سے مروی ہے، مولانا عبدالحیٔ

لکھنوی نے بھی اس ۲۰ رکعت والی حدیث کو ضعیف کہا ہے۔ تعلیق المجد علی موطا محمد صفحہ ۱۴۲ مولانا ظہیر احسن نیموی بھی اس حدیث کو ضعیف تسلیم کرتے ہیں۔ اور اس کے ضعیف پر تمام ائمہ کا اتفاق ہے، اور حضرت مولانا انور شاہ صاحب حنفی حدیث ابن عباس رضی اللہ عن کے متعلق فرماتے ہیں۔

((واما النبی فصح عنه علیه السلام ثمان رکعات واما عشرون رکعة فهو عنه علیه السلام بسند ضعیف وعلی ضعفه اتفاق (عرف الشذی ص ۳۳))

''یعنی نبی ﷺ سے صحیح طور پر آٹھ ہی رکعات تراویح ثابت ہیں۔ اور آنحضرت ﷺ کی بیس رکعت تراویح پڑھنے کی روایت بالاتفاق سنداً ضعیف ہے۔''

ان حضرات کے علاوہ اور بے شمار ائمہ حدیث نے حدیث ابن عباس کو ضعیف کہہ کر ناقابل حجت قرار دیا ہے۔

حنفیہ کی ایک اور دلیل:

((ان عمر بن الخطاب امر رجلا فیصلی بهم عشرین رکعة))

''حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو بیس تراویح پڑھنے کا حکم دیا۔''

یہ روایت ضعیف ہے۔ مولانا ظہیر احسن نیموی حنفی اپنی قابل قدر کتاب آثار السنن میں فرماتے ہیں۔

((رجاله ثقات لکن یحیی بن سعید الانصاری لم یدرک عمر)) (تحفة الاحوذی)

یحییٰ بن سعید طبقہ خامسہ سے ہیں۔ جو تابعین کا طبقہ صغری ہے، جس نے صرف ایک دو صحابہ کو دیکھا ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ ۲۳ھ کو شہید ہو چکے تھے، اور یحییٰ بن سعید انصاری ۲۳ھ یا اس کے بعد پیدا ہوئے ہیں، پس یہ روایت بوجہ منقطع السند ہونے کے صحیح نہیں، نیز یہ روایت اُن صحیح مرفوع حدیثوں اور آثار صحابہ کے مخالف ہے، جو گیارہ رکعت تراویح کے منقول ہیں۔

حنفیہ کی ایک اور دلیل:

((اخرج ابو بکر بن ابی شیبة فی مصنفه عن عبد العزیز بن رفیع قال کان ابی بن کعب یصلی بالناس فی رمضان بالمدینة عشرین رکعة ویوتر بثلاث)) (تحفة الاحوذی ج ۲ ص ۷۵)

یعنی ابی بن کعب مدینہ منورہ میں لوگوں کو بیس رکعت تراویح اور تین وتر پڑھایا کرتے تھے۔ ((قال الیموی عبد العزیز بن رفیع لم یدرک ابی بن کعب)) یہ اثر منقطع السند ہے، کیونکہ عبد العزیز بن رفیع جو اس واقعہ تراویح کے راوی ہیں۔ انہوں نے ابی بن کعب کو نہیں پایا۔ کیونکہ ابی بن کعب کی وفات ۳۳ھ میں ہوئی، اور عبد العزیز بن رفیع ۵۰ھ کے بعد پیدا ہوئے تھے۔ ملاحظہ ہو۔

((تقریب التهذیب ومع هذا فهو مخالف لما ثبت بسند صحیح عن عمر رضی اللہ عنه امر ابی بن کعب وتمیما الداری ان یقوما للناس باحدی عشرة رکعة وایضاً مخالف لما ثبت عن ابی بن کعب انه صلی اللہ رمضان واره ثمان رکعة واوتر)) (تحفة الاحوذی ص ۷۵) ان دونوں کا ترجمہ گذر چکا ہے۔

حنفیہ کی ایک اور دلیل:

((فی قیام اللیل قال الاعمش کان ای ابن مسعود یصلی عشرین رکعۃ ویوتر بثلاث)) (تحفۃ الاحوذی ج ۲ ص ۷۵)

''یعنی الاعمش کہتے ہیں۔ کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیس رکعت تراویح اور تین وتر پڑھا کرتے تھے۔''

جواب یہ روایت بوجہ منقطع سند ہونے کے صحیح اور قابل اعتبار نہیں اس روایت کی سند میں ایک راوی اعمش ہیں، جو عبداللہ بن مسعود سے روایت کرتے ہیں، حالانکہ اعمش نے عبد اللہ بن مسعود کا زمانہ بھی نہیں پایا۔ کیونکہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ۳۲ھ میں فوت ہو جاتے ہیں۔ اور حضرت اعمش ۶۰ھ کے بعد پیدا ہوتے ہیں۔ ملاحظہ ہو تقریب التھذیب لہٰذا یہ روایت بھی قابل اعتبار نہی۔

حنفیہ کی ایک اور دلیل:

((فاخرجہ البیھقی فی سننہ وابن ابی شیبۃ عن ابی الحسناء ان علی ابن ابی طالب امر رجلا ان یصلی بالناس خمس ترویحات عشرین رکعۃ)) (تحفۃ الاحوذی جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۷۱)

''یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ نماز پڑھائے لوگوں کو پانچ تراویح سے ۲۰ رکعتیں۔''

جواب:... ((قال النیموی فی اٰثار السنن مرار ھذا الاثر علی ابی الحسناء وھو لایعرف))

اس اثر کی سند کا ایک راوی ابو الحسناء ہے، جو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتا ہے، حالانکہ ابو الحسناء کی ملاقات حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نہیں ہوئی، علاوہ ازیں مجہول بھی ہے، اور اس سند کا دوسرا راوی ابو سعد بقال ہے، جو ضعیف ہے، لہٰذا یہ روایت علاوہ ضعیف ہونے کے منقطع ہے، قابل اعتبار نہیں۔

حنفیہ کی ایک اور دلیل:

((ان علیا رضی اللہ عنہ دعا القراء فی رمضان فامر رجلا منھم یصلی بالناس عشرین رکعۃ وکان علی یوتر لھم))

''یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قاریوں کو بلایا، اور ان میں ایک آدمی کو حکم کیا کہ لوگوں کو بیس رکعت پڑھایا کرے، اور حضرت علی اُن کو وتر پڑھایا کرتے تھے۔''

جواب:... اس کی سند میں ایک راوی حماد بن شعیب ہے، جو ضعیف ہے، ((قال النیموی ضعیف تحفۃ الاحوذی ۲۹/۷۵)) یحییٰ بن معین اور امام نسائی نے ضعیف کہا ہے، میزان الاعتدال تحفۃ الاحوذی جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۷۵ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ان دونوں سے دلیل قائم کی گئی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیس تراویح کا حکم دیا۔ اور خود بیس تراویح پڑھیں۔ حالانکہ دونوں اثر ضعیف اور ناقابل استدلال ہیں۔ تحفۃ الاحوذی جلد نمبر ۲ صفحہ ۷۵، نیز صحیح مرفوع حدیثوں کے خلاف ہیں، مذکورہ بالا دلائل کے علاوہ خلیل احمد نے اپنی قابل قدر کتاب بذیل المجہود شرح ابی داؤد جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۳۰۵ میں عطا بن نافع بن عمر سعید بن عبیدہ وغیر۔ حضرات سے بیس رکعت تراویح کے سلسلہ میں فرماتے ہیں، جو مرسل اور منقطع السند ہونے کے باعث ناقابل استدلال ہیں، یاد رکھیں اس مسئلہ میں جتنی بھی روایتیں آئی ہیں۔ ان میں کوئی بھی وہم سے خالی نہیں۔

((کما قال النیموی وفی الباب روایات اخری اکثر ما لا تخلوا عن الوھم۔)) (بذل الجہود ص ۳۰۵)

(اخبار الاعتصام جلد نمبر ۱۸ شمارہ نمبر ۲۵،۲۴، یکم شوال ۱۳۸۶ھ)

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

[فتاویٰ علمائے حدیث]

جلد06 ص308-314

محدث فتویٰ